معراج امجدیہ

سید امجد حسین

South Asian freethinkers
WE DON'T WANT TO BELIEVE
WE WANT TO KNOW

معراج المجدیہ

سید امجد حسین

(مرکزی خیال علی سینا کے مضمون سے ماخوذ)

South Asian Freethinkers
WE DON'T WANT TO BELIEVE
WE WANT TO KNOW

پیش لفظ

محمد کے سفر معراج کی تصدیق مومنین اپنی اپنی ذہنی اور تربیتی سطح پر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ تو واقعی اس سفر پر من و عن ایمان رکھتے ہیں یعنی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ محمد اپنے جسم خاکی کے ساتھ اس سفر پر گئے تھے، جب کہ کچھ معذرت خواہان اسلام (apologists) قرآن کے ایک لفظ "رویہ" (بمعنی خواب) سے اس سفر کو خواب میں ہونے والے سفر سے تعبیر کرتے ہیں، کچھ اسے سائنٹفک طریقے سے ثابت کرنے کا عزم رکھتے ہیں، اور کچھ اسے "روحانی معراج" کا نام دیتے ہیں۔ چلیے، میں نے سب کے دلائل تسلیم کر لیے۔ آج میں ایک راز سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ کچھ دنوں قبل مجھے بھی اس سفر پر نکلنے کا موقع ملا تھا یعنی مجھے بھی معراج کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اسی کی مکمل روداد یہاں پیش خدمت ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ مومنین میرے اس دعوے کو تسلیم نہیں کریں گے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیوں کہ میرے پاس بھی وہی اوزار ہیں جو محمد کے معراج کی تصدیق کے لیے مومنین آزماتے رہے ہیں، جن کا ذکر اوپر کر چکا ہوں۔ اگر وہ دلائل محمد کو سچا ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں تو ان کا اطلاق دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا؟ ظاہر ہے میں اپنے معراج کو ثابت نہیں کر سکتا، بالکل اسی طرح جس طرح محمد ثابت نہ کر پائے۔ یہ تو ایمان کی بات ہے اور کہا جاتا رہا ہے کہ ایمان کو ثبوت کی ضرورت نہیں۔ تو پیش خدمت ہے، میرا سفر نامۂ معراج۔

سید امجد حسین

16 ستمبر 2017

ابھی ابھی میں لوٹا ہوں اور پورا واقعہ قلمبند کر رہا ہوں۔ جی نہیں، اتنے طویل سفر کے باوجود تھکن کا احساس قطعی نہیں ہو رہا ہے، بلکہ خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں۔ میری گھڑی میں اس وقت صبح کے چار بج رہے ہیں، یعنی اب سے صرف پندرہ منٹ قبل میں یہاں نہیں تھا۔ حالاں کہ اب سے آدھا گھنٹہ پہلے میری "فلائٹ" نے ٹیک آف کیا تھا اور اتنی طویل مسافت (یا سیاحت کہہ لیں) کے بعد محض پندرہ منٹ کے اندر مجھے واپس اپنی جگہ پر لا کر چھوڑ دیا گیا۔ آپ الجھ رہے ہوں گے اور شاید جز بز بھی ہو رہے ہوں گے کہ میں کون سی پہیلی بجھوا رہا ہوں، چلیے میں شروع سے سناتا ہوں۔

اس وقت رات کے تقریباً تین بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ بیوی اور بچے اپنے کمرے میں سو رہے تھے اور میں اپنے اسٹڈی روم میں ایک نئے پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ کل مجھے یہ پروجیکٹ بیرون ملک سے آئے ہوئے اپنے کچھ clients کو پیش کرنا تھا۔ میں پوری تندہی کے ساتھ اپنے کام میں جتا ہوا تھا کہ اچانک میرے کان کھڑے ہو گئے، باہر کچھ شور سا سنائی دیا۔ ان دنوں ہمارے علاقے میں نقب زنی کی واردات بڑھ گئی ہیں، اس لیے پہلا خیال یہی آیا کہ شاید کوئی شامت کا مارا چور آج میرے گھر سے فیضیاب ہونے کا ارادہ رکھتا ہو۔ میں دھیرے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دبے پاؤں ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ ایسی ناگہانی اور ناخوشگوار حالات سے نمٹنے کے لیے کچن میں لوہے کی چھڑ رکھی رہتی ہے، اسے اٹھالیا۔ پھر میں دبے پاؤں کھڑکی سے کان لگا کر باہر کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ باہر خاموشی طاری تھی۔ کافی دیر تک میں کھڑکی سے یوں ہی لگ کر کھڑا رہا، بالآخر اطمینان کی ایک لمبی سانس چھوڑی۔ شاید یہ میرا واہمہ ہی ہو گا۔ لوہے کی چھڑ دیوار سے ٹکا کر میں نے کھڑکی کے پٹ کھولے۔

پہلے تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کیوں کہ کھڑکی کھلتے ہی باہر سے کسی شخص یا کسی چیز نے اندر جست لگائی تھی۔ اس اچانک حملے نے مجھے بوکھلا دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک لمبا چوڑا شخص میرے ڈرائنگ روم کے بیچوں بیچ کھڑا

مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ میں نے فوراً پاس میں رکھی لوہے کی چھڑ اٹھانی چاہی لیکن وہ وہاں سے غائب تھی۔ میں نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔

"شاید آپ اسے ڈھونڈ رہے ہیں؟"

میں نے آواز کی جانب پلٹ کر دیکھا۔ میری چھڑ اس شخص کے ہاتھ میں تھی جو مجھے یہ یقین دلانے کے لیے کافی تھا کہ میں اب اس کے رحم و کرم پر ہوں۔ پھر بھی میں نے دل کو مضبوط اور اپنی آواز کو بھاری کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"کون ہو تم؟"

"میرا نام جبرئیل ہے۔"

"پورا نام بتاؤ، جبرئیل خان، جبرئیل انصاری یا کیا؟"

"جبرئیل امین"، اس شخص نے مسکراتے ہوئے اپنا پورا نام بتایا۔ مجھے اس کی مسکراہٹ زہر خند محسوس ہو رہی تھی۔

"کہاں رہتے ہو؟" میں نے کڑک کر پوچھا۔

اس نے جواب دینے کی بجائے اوپر اشارہ کیا۔

"کیا مطلب؟ تم اسی بلڈنگ کے ٹاپ فلور پر رہتے ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس دنیا کے ٹاپ فلور پر یعنی عرش پر۔" اس نے سکون سے جواب دیا۔

میں سمجھ گیا، یہ کوئی مینٹل کیس ہے، لگتا ہے پاگل خانے سے بھاگ کر آیا ہے یا پھر گھر والوں کی پہریداری سے فرار ہو کر یہاں پہنچا ہے۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں، میں مینٹل کیس نہیں ہوں۔" اس بار تو واقعی میں حیرت سے اچھل ہی پڑا۔ اس نے میرے خیالات کیسے پڑھ لیے؟

"میں پڑھ سکتا ہوں، کیوں کہ میں جبرئیل ہوں۔ اللہ کا وہ مقرب فرشتہ جس کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں۔" ایک بار پھر اس نے میرے خیال کو پڑھتے ہوئے جواب دینے کا سلسلہ جاری رکھا، "میں آپ کو لینے آیا ہوں۔"

"تم مجھے لینے آئے ہو یا میری لینے آئے ہو، میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مجھے بیوقوف سمجھ رکھا ہے؟ جبرئیل تو فرشتہ ہے، اور فرشتوں کے پَر ہوتے ہیں۔" اب میں خود اعتمادی سے اس سے جرح کر رہا تھا۔

جواب میں ایک بار پھر وہی زہر خند مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی جو میری جھنجھلاہٹ میں اضافہ کر رہی تھی۔ لیکن پھر اچانک کچھ ہوا، میں نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا کہ اس شخص کے دو بازوؤں کے پاس سے چھتری ٹائپ کی کچھ چیز نکلنے لگی جو رفتہ رفتہ بڑی ہوتی جا رہی تھی۔ اوہ! یہ تو پَر ہیں۔

"پَر صرف ٹیک آف کرتے ہوئے استعمال کرتا ہوں۔ لینڈنگ کے بعد انھیں سمیٹ لیتا ہوں۔" جبرئیل نے صفائی دیتے ہوئے کہا اور اپنے پر سمیٹ لیے۔

"تو.... تو.... کیا...... تم سچ مچ.... میرا مطلب .... آپ وہ والے جبرئیل ہیں؟" میں ہکلا رہا تھا، میری آنکھیں حیرت اور کسی قدر دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"جی میں وہی جبرئیل ہوں۔ لیکن آپ نہ گھبرائیں۔ میں آپ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے نہیں آیا بلکہ پروردگار کا دعوت نامہ دینے آیا ہوں، انھوں نے آپ کو یاد کیا ہے۔"

اب تو میری حالت غیر ہو چکی تھی، میں تھر تھر کانپنے لگا۔

"نہیں نہیں۔ میری حالت پر رحم کیجیے۔ میں بیوی بچوں والا عام آدمی ہوں، کوئی پیغمبر ویغمبر تو ہوں نہیں۔ اور ہاں دیکھیے پلیز مجھے اپنی پروجیکٹ فائل کل جمع کرنی ہے، میرے پاس زہر کھانے کی بھی فرصت نہیں ہے۔..."

جبرئیل نے درمیان میں ہی میری بات کاٹتے ہوئے کہا، "آپ کا پروجیکٹ مکمل کرنا اور اسے منظور کرانا ہماری ذمہ داری ہے۔"

یہ میرے لیے ایک بڑی رشوت تھی۔ ظاہر ہے کہ جس پروجیکٹ کے پیچھے میں برسوں سے پڑا تھا، اگر وہ منظور ہو جاتا تو میرے وارے نیارے ہو جانے تھے۔ میں نے کمزور لہجے میں آخری سوال پوچھا۔

"اگر آپ جبرئیل ہیں تو آپ کو عربی بولنی چاہیے۔ اتنی سلیس اردو میں کیسے باتیں کر رہے ہیں؟"

جبرئیل نے شاید میری بیوقوفی پر ہلکا سا قہقہہ لگایا، "جناب! یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے۔ فیس بک میں آپ بھی اپنے گروپ میں اکثر لوگوں کو رومن کی بجائے اردو میں لکھنے کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اس لیے آج کل جنت میں ہم اردو لکھنے پڑھنے کے اسپیشل کلاسیس بھی چلا رہے ہیں۔ اور آپ کو سن کر حیرت ہو گی کہ اللہ تعالیٰ بھی اب فصیح و بلیغ اردو میں گفتگو کرنے کے قابل ہو چکے ہیں...... خیر باتیں ہوتی رہیں گی، ہمیں دیر ہو رہی ہے۔ آپ کے میزبان کو انتظار کرنے کی زیادہ عادت نہیں ہے۔"

میں نے کنمناتے ہوئے آخری عذر لنگ پیش کیا، "لیکن میں تیار نہیں ہوں۔ خالق کائنات کے پاس ایسے کیسے جا سکتا ہوں۔"

"یہ تو بہت چھوٹی سی بات ہے، لیجیے ہم آپ کو تیار کر دیتے ہیں۔" جبرئیل نے کہا اور اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے میرے لوہے کی چھڑ کو میری جانب گھمایا اور زیر لب کچھ پڑھا۔ چشم زدن میں، میں تیار ہو چکا تھا۔ اب میں ایک دودھ کی طرح سفید و شفاف سوٹ اور ایک سرخ ٹائی میں ملبوس تھا۔ واقعی شاندار لباس تھا، میں نے ایسا لباس اکثر نئے نویلے دلھوں کو دعوت ولیمہ میں پہنے دیکھا ہے۔ لیکن میری یہ خوشی اس وقت کافور کی طرح اُڑ گئی جب جبرئیل نے کہا کہ وہ جنت کے ملاقاتیوں کے دل کی پہلے دھلائی کرتے ہیں۔ میں ایک بار پھر خوف سے لرز گیا، مجھے یاد آیا کہ محمد کو بھی معراج میں لے جانے سے قبل ان کے دل کی دھلائی کی گئی تھی۔ جبرئیل نے شاید میرے خیالات پڑھ لیے تھے، اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا: "گھبرائیں نہیں، اب میرے پاس ایکسرے کرنے والی نظر ہے، میں نے آپ کا سینہ ایکسرے کر کے دیکھ لیا ہے، آپ کا دل صاف ہے، دھلائی کی ضرورت نہیں۔" پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "جب میں محمد سے ملا تھا، اس کا دل بہت گندہ تھا، جسے صاف کرنے کے لیے مجھے ایکسٹرا ڈٹرجنٹ پاوڈر (Detergent Powder) کا استعمال کرنا پڑا تھا۔"

خیر، ہم کمرے سے باہر آ چکے تھے۔ میں نے ایک کافی بڑے پرندے کو اپنی سمت اترتے دیکھا، جس نے اپنے پروں سے چاند کو چھپا رکھا تھا۔

"وہ کیا ہے؟" میری زبان سے نکلا۔

"آپ کی سواری۔" جبرئیل نے مختصر سا جواب دیا۔

"آپ کا مطلب براق؟ لیکن یہ تو عقاب جیسا لگتا ہے۔ وہ براق کہاں گیا جو رسول اللہ کو آسمان پر لے گیا تھا؟"

جبرئیل نے بیزاری سے جواب دیا، "اوہ وہ بوڑھی گدھی؟ اس نئے Limousine کے مقابلے میں وہ محض ایک ادنیٰ ٹیکسی ہے۔ وہ اب مال بردار گاڑی بن چکی ہے یا کبھی کبھی کم حیثیت مہمانوں کی سواری کے کام آتی ہے۔"

اس درمیان وہ دیو قامت پرندہ میرے گھر کے پچھواڑے میں land کر چکا تھا، اس کے پروں کی لمبائی کم و بیش دس میٹر تھی۔ وہ کسی عقاب کی طرح نظر آتا تھا، اس کی دم کافی بڑی اور رنگین تھی۔ میں اس پر چڑھا، اس طرح نہیں جس طرح کوئی مرغا کسی مرغی پر چڑھتا ہے بلکہ اس طرح جس طرح انسان اپنی موٹر سائیکل پر چڑھتا ہے۔ اس کے کندھے پر زین بندھی ہوئی تھی، میں اس زین پر بیٹھ گیا۔ پرندے نے کہا کہ میں سیفٹی بیلٹ باندھ لوں۔ میں نے ویسا ہی کیا جیسا طیارے کے سفر پر کرتا ہوں۔ دوران سفر پرندے نے میری معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ دراصل اس کے کچھ پسینجر جو رسول اللہ کی طرح آسمان پر مدعو تھے، میری رفتار کے ہچکولوں کو برداشت نہ کر سکے اور نیچے گر کر ہلاک ہوگئے، تب سے تمام مہمانوں کے لیے بیلٹ باندھنا لازمی کر دیا گیا ہے۔

میں نے نیچے دیکھنے کی کوشش کی۔ میرے شہر کی ٹمٹماتی روشنیاں رفتہ رفتہ مجھ سے دور ہوتی جارہی تھیں۔ میں اوپر اٹھتا جارہا تھا، اور اپنے چہرے پر سرد لیکن خوشگوار ہوا کے جھونکے محسوس کر رہا تھا۔ اچانک جبرئیل جو ہماری رہنمائی کر رہے تھے، سفر کے درمیان سواری روک دی اور میری آنکھوں پر ایک پٹی باندھنی شروع کر دی۔ میں اس کی وجہ سمجھ نہیں پایا، اس لیے ان سے پوچھا، "کیا میں اغوا کیا جارہا ہوں؟"

"جی نہیں۔ بلکہ اس لیے ایسا کرنا پڑتا ہے تاکہ جنت کا ایڈریس محفوظ رہے ورنہ انسان وہاں بھی پہنچ جائیں گے اور ہمارے سکون میں خلل انداز ہوں گے۔ اور ہم کسی قیمت پر بھی اپنا امن و سکون برباد نہیں کرنا چاہتے۔" مجھے جبرئیل کی یہ بات منطقی طور پر درست لگی، سو میں خاموش رہا۔ آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ سفر مزید کچھ منٹوں یا گھنٹوں تک جاری رہا، ظاہر ہے کہ میرا اندازہ زمینی وقت کے اعتبار سے تھا۔

بہر حال، جب میری آنکھوں سے پٹی کھولی گئی تو میرے سامنے ایسا حسین منظر تھا جسے بیان کرنے کے لیے میرے پاس اتنے خوب صورت الفاظ نہیں ہیں۔ بس یہ سمجھ لیجیے کہ ایک ایسا باغ میرے سامنے تھا جس میں کئی رنگوں کے خوب صورت پھول اور لہلہاتے درخت جھوم رہے تھے۔ پوری فضا مشک و عنبر میں بسی ہوئی تھی۔ شراب، دودھ اور شہد کی ندیاں ساتھ ساتھ بہہ رہی تھیں۔ بڑی بڑی لیکن سڈول پستانوں والی نیم برہنہ حوریں ادھر اُدھر قلانچیں بھر رہی تھیں اور ان کے پیچھے پیچھے داڑھی والے بھاگ رہے تھے۔ مجھے محمد کے صادق ہونے پر پہلی بار یقین آیا، انھوں نے جنت کی کچھ اسی طرح کی منظر کشی کی تھی۔ میں نے نظریں گھمائیں تو کچھ داڑھی والے گروپ سیکس میں مصروف نظر آئے۔ ایک فربہ جنتی بیک وقت 72 حوروں کو نپٹا رہا تھا۔ آج سے پہلے میں محمد کی ان باتوں کو گپ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا، لیکن اب وہی منظر میرے سامنے تھا۔ ایک سرخ بالوں والی حور میری طرف مسکراتے ہوئے بڑھی، میرا دل زور زور دھڑکنے لگا۔ ایسی عورتیں شروع سے میری کمزوری رہی ہیں۔ مجھے محسوس ہوا کہ کترینا کیف، جولیا رابرٹس اور سنی لیون تینوں کو پھینٹ کر یہ حور بنائی گئی ہے۔ اس نے اپنی قاتل اداؤں کے ساتھ اپنی خوب صورت مخروطی انگلیاں میرے سینے پر پھراتے ہوئے پوچھا، "جنت کی سیر کرو گے؟" میں زیر لب بڑبڑایا، "فتبارک اللہ احسن الخالقین۔" میں جانتا ہوں کہ ایسے موقعوں کے لیے یہ بالکل برمحل کلمہ ہے۔ رسول اللہ نے بھی جب اپنی بہو کو نیم برہنہ حالت میں دیکھا تھا تو یہی کلمہ ان کی زبان پر تھا۔ لیکن ہائے ری اپنی قسمت، جبرئیل نے یہ کہہ کر میری امیدوں پر اوس ڈال دی کہ ہمیں کافی دیر ہو چکی ہے اور خالق کائنات میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں تقریباً گڑگڑانے لگا:

"یہ کیا بات ہوئی جبرئیل بھائی؟ آپ ہمیں مہمان بنا کر یہاں لائے ہیں تو خاطر داری سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟ یہاں گناہ اور ثواب کا کوئی تصور بھی نہیں، سب کھلا کھیل رہے ہیں، مجھے بھی اس گنگا میں دو ڈبکی لگا لینے دیں؟ اللہ میاں سے میٹنگ ایک گھنٹے کے بعد بھی ہو سکتی ہے، اچھا چلیے میٹنگ کے بعد ہی پروگرام رکھ لیتے ہیں۔"

جبرئیل نے بالکل سپاٹ انداز میں جواب دیا، "جی نہیں۔ اس وقت یہ حوریں آپ کے لیے نامحرم ہیں۔ البتہ آپ کی موت کے بعد یہ سب آپ کے لیے محرم ہو جائیں گی۔"

اچانک میرا دل زندگی سے اچاٹ ہوگیا اور موت پُرکشش لگنے لگی۔ میری سمجھ میں اب آیا کہ خودکش دھماکہ کرنے والے جہادیوں کو موت کی اتنی جلدی کیوں رہتی ہے۔ سچ کہیے تو مجھے اب ان پر رشک سا آنے لگا تھا بلکہ کچھ حسد بھی ہورہی تھی، میں نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی زندگی پر لعنت بھیجی۔

ہم چلتے رہے، ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے ہم بادلوں پر چہل قدمی کررہے ہیں۔ اس دوران میں نے صرف کچھ حقیقی عورتوں کو دیکھا، بقیہ حوروں کا ہر جگہ اژدہام تھا۔ یہاں وضاحت کردوں کہ انسانی عورتوں اور حوروں کے درمیان کافی فرق ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ حوریں سفید و شفاف(Transparent) ہوتی ہیں۔ اتنی شفاف کہ ان کے آر پار دیکھا جاسکتا ہے، حتیٰ کہ ان کے Bone Marrow کو بھی بآسانی دیکھا جاسکتا تھا۔ رسول اللہ کو حوریں کافی پسند تھیں لیکن میری پسند مختلف ہے، میں شفاف پر غیر شفاف کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے لیے جنت میں کوئی علاحدہ کمپارٹمنٹ ہے، جس طرح ممبئ (انڈیا) کی لوکل ٹرینوں میں ہوتے ہیں۔ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ عورتوں کی اکثریت جہنم میں ہے۔ میرے منھ سے ایک دبی دبی چیخ نکل گئی۔ کائنات کی اتنی خوبصورت تخلیق اور جہنم میں؟ کیوں؟ کس جرم میں؟ جبرئیل نے اس کی بڑی سادہ اور منطقی وجہ بیان کی۔ "ان میں سے اکثر اپنے شوہروں کی نافرمان ہیں اور وہ مساوی حقوق چاہتی تھیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ نے انھیں مردوں کی پسلی سے پیدا کیا تاکہ وہ تاعمر ان کی خدمت کرسکیں، تواضع کرسکیں۔ لیکن وہ اپنی ڈیوٹی بھول کر مردوں کا مقابلہ کرنے لگیں، feminists بن گئیں، چنانچہ ان کے مرنے کے بعد اللہ نے انھیں جہنم بھیج دیا۔" مجھے یاد آیا کہ محمد نے معراج سے لوٹنے کے بعد یہی کہا تھا کہ عورتوں کی بڑی تعداد جہنم میں ہوگی۔ اس وقت میں نے سوچا تھا کہ محمد بوڑھے ہوچکے ہیں اور انھوں نے محض اپنی کمسن دلھن کی بغاوت کے خوف سے ایسا کہا ہوگا۔ سچ مچ میں کتنا احمق تھا کہ اب تک مردوں اور عورتوں کو برابر سمجھتا تھا، جب کہ اللہ نے عورتوں کو صرف اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ مردوں کا دل بہلاسکیں یا ان کی نسل آگے بڑھاسکیں۔ واقعی اللہ میاں کا منصوبہ کتنا عمدہ تھا۔

اب ہم سچے موتیوں سے بنے ایک کافی بڑے صدر دروازے تک پہنچ چکے تھے جو بند تھا لیکن ہم جیسے ہی اس کے قریب پہنچے وہ خود بخود ہمارے استقبال کے لیے کھل گیا۔ جبرئیل نے میری جانب داد طلب نگاہوں سے دیکھا اور خود ہی بتانا شروع کر دیا کہ یہ دروازہ مدعو ملاقاتی کے پردۂ بصارت (Retina) کو پڑھ کر کھل جاتا ہے اور جو لوگ بن بلائے مہمانوں کی طرح یہاں پہنچ جاتے ہیں، ان کے لیے دروازہ بند ہی رہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ بھی کرشمۂ الٰہی ہو گا لیکن جبرئیل نے ایمان داری سے کام لیتے ہوئے بتایا کہ دراصل یہ دروازہ ایک خود کار آلہ (Gadget) سے منسلک ہے جو زمین سے خرید کر لایا گیا تھا۔ اس نے مزید انکشاف کیا کہ جنت میں بہت ساری چیزیں زمین سے درآمد کی گئی ہیں۔ انٹرنیٹ کنیکشن بھی زمینی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی surfing میں مشاق ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کا نقصان یہ ہوا کہ اب فرشتے ہی پورا کائناتی نظام کے بندوبست میں شب و روز مصروف رہتے ہیں، ان کی ذمہ داریاں کافی بڑھا دی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر "اوور ٹائم" کرنے پر مجبور ہیں، چونکہ اللہ تعالیٰ رات دن سوشل میڈیا پر لوگوں سے chatting کرتے رہتے ہیں۔ جبرئیل نے مزید بتایا کہ فیس بک اور ٹوئٹر پر اللہ میاں کی کئی فیک IDs ہیں، لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ براہ راست اللہ سے ہمکلام ہیں۔ یوں بھی اللہ میاں کو باتیں کرنا کافی پسند ہے، پہلے وہ پیغمبروں کے پیچھے چھپ کر کرتے تھے اور اب اپنی فیک IDs اور کمپیوٹر کے پیچھے چھپ کر کرتے ہیں۔

بہرحال، ہم صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ میرے سامنے ایک وسیع و عریض اور نہایت ہی خوبصورت باغ موجود تھا اور اس باغ کے بالکل وسط میں ایک عالیشان محل نظر آ رہا تھا جو سونے اور بلور کا بنا ہوا تھا اور جس میں زمرد، لعل، مونگا، عتیق اور دوسرے قیمتی پتھروں سے نقاشی کی گئی تھی۔ میں نے جبرئیل کی معیت میں اس محل کی دہلیز پر قدم رکھا، پھر لابی سے گذرے، پھر ایک وسیع و عریض کمرے سے ہوتے ہوئے دوسرے کمرے میں داخل ہوئے۔ ہر جگہ فرشتے دو رویہ قطار میں مؤدبانہ اپنے ہاتھوں کو باندھے کھڑے تھے، وہ میرا استقبال سر جھکا کے کر رہے تھے۔ میں بھی ان کا جواب سر جھکا کر ہی دے رہا تھا۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا، حتیٰ کہ میری ملاقات ایک انسان سے ہوئی جس کے لبوں پر ایک دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ اس کے بڑے بڑے بال اس کے شانوں پر جھول رہے تھے۔ اس کی عمر تیس سال کے آس پاس تھی اور وہ ایک سفید و شفاف عبا میں ملبوس تھا جو اس کے ٹخنوں تک

جھول رہا تھا۔ وہ اوپر جانے والی سیڑھیوں کے سامنے میرے استقبال کے لیے کھڑا تھا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا، کچھ جانا پہچانا سا لگا، پھر اچانک میرے منھ سے بے اختیار نکلا، "عیسیٰ علیہ السلام!!"

ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی اور سر کو اقرار میں جنبش دیتے ہوئے کہا، "ہاں، میں عیسیٰ ہوں، خدا کا بیٹا۔" میں بے اختیار ان کی طرف بڑھا اور ان کے قدموں کو بوسہ دینے کے لیے جھکا لیکن حضرت عیسیٰ نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ سچ مچ یہ میرے لیے خواب جیسا تھا کہ عیسیٰ روح اللہ میرے سامنے بہ نفس نفیس کھڑے تھے۔ لیکن انھوں نے خود کو خدا کا بیٹا کیسے کہہ دیا؟ کیا انھوں نے محمد کا وہ قول نہیں سنا تھا کہ اللہ مخنث یا خواجہ سرا قسم کی کوئی چیز ہے اور اس کا کوئی بیٹا نہیں؟

خیر، میں آگے بڑھا، وہاں تقریباً سارے پیغمبر موجود تھے، اور سب کے سب ویسا ہی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ جبرئیل نے مجھے ایک شخص سے متعارف کراتے ہوئے کہا، "ان سے ملیں، یہ ہیں آپ کے پُروج (اجداد)، شری رام چندر جی۔ ان پر درود بھیجیں۔" میں نے ان پر بالکل ہندوؤں والے طرز پر درود بھیجا، "اوم شری رامایہ نمہا"۔ شری رام نے شفقت سے اپنا ہاتھ اوپر کر کے مجھے آشیر واد دیا، "آیوشمان بھوا"۔ پھر فوراً ایک سوال داغا، "بھارت میں سب کشل منگل تو ہے ناں وتس؟" میں نے احترام سے جواب دیا، "جی سب ٹھیک ٹھاک ہے، بس گائے کے گوشت پر پابندی ہے۔" شری رام نے ایک سرد آہ بھری، "اسی لیے تو اب وہاں جانے کا دل نہیں کرتا، پہلے بھگوان سے اجازت لے کر وہاں اکثر نہاری کھانے نکل جایا کرتا تھا، یا ٹنڈے کباب لیکن اب ڈر لگتا ہے کہ گئو رکھشک میرا سیخ کباب نہ بنا ڈالیں"، رام جی بہت دیر تک گائے کے گوشت کے پکوانوں کے نام گنواتے رہے۔ ان کا چہرہ اس وقت دمک رہا تھا، حتیٰ کہ ان کے منھ سے ایک بار تو رال بھی ٹپک پڑی تھی جسے انھوں نے ایک ریشمی انگوچھے سے فوراً صاف کر دیا۔ میں نے اقبال کے اس "امام الہند" کو شرمندگی سے بچانے کے لیے بات بدل دی اور ان سے شری کرشنا کے بارے میں پوچھا۔ رام جی نے بیزاری سے جواب دیا، "حوروں کو گوپیاں بنا کر ان کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہو گا۔" میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ گوشت بھی اللہ کی کیسی نعمت ہے۔ کوئی زندہ گوشت کے پیچھے بھاگتا ہے تو کوئی اسے کباب اور نہاری کی شکل میں پسند کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کی تلاش میں اس کی روح بھٹکتی رہتی ہے۔

میں نے وہاں کھڑے تمام پیغمبروں کو فرداً فرداً سلام کیا لیکن مجھے وہاں تاجدار مدینہ نظر نہیں آئے۔ میری نظریں مسلسل اپنے آقا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ بالآخر جب میں نے ان کے بارے میں وہاں موجود لوگوں سے دریافت کیا تو سب اچانک خاموش ہو گئے، انھوں نے اپنے سر جھکا لیے۔ میں ان کی اس پراسرار خاموشی نہ سمجھ سکا۔ میں نے تھوڑی بلند آواز میں ان سے دریافت کیا، "کیا ہوا انھیں؟ خدانخواستہ وہ یہاں بھی انتقال تو نہیں کر گئے؟"

"ہاں وہ مر چکا ہے۔ ہم سب مر چکے ہیں احمق، تبھی تو یہاں ہیں۔ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ محمد جنت میں نہیں ہے"، عیسیٰ نے خراب سا منھ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کہاں ہیں وہ؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"جہنم میں۔" عیسیٰ کا جواب بگ بینگ کے دھماکے سے کم نہ تھا۔

میں درد سے تقریباً چیخ پڑا۔ "جہنم میں؟ وہ وہاں کیا کر رہے ہیں؟ کیا میرے پیارے آقا وہاں کفاروں کو سزا دینے کے لیے انچارج بنائے گئے ہیں؟ کیوں کہ مجھے پتہ ہے کہ وہ کفاروں کو ایذا پہنچانے میں اضافی دلچسپی رکھتے تھے۔"

"نہیں۔" عیسیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا، "وہ خود کو سزا دینے کے لیے وہاں مقرر کیا گیا ہے، آجکل وہ کھولتا ہوا پانی پیتے ہیں اور دوزخ کی روسٹ کی ہوئی آگ کھاتے ہیں۔"

"اف! امام الانبیا، وجہ کائنات، شافع روز محشر پر یہ ظلم؟؟" میں بلبلا اٹھا تھا لیکن عیسیٰ نے اپنی ایک انگلی اپنے لبوں پر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کے لیے کہا، "ششش!! ڈیڈی اوپر ہی ہیں اور تمھیں سن رہے ہیں۔" لیکن تب تک کافی دیر ہو چکی تھی، عیسیٰ کے ڈیڈی نے میری دہائی سن لی تھی۔

"ہاں"، ایک کھنکتی ہوئی آواز پورے ہال میں گونجنے لگی، ایسا لگا جیسے Stereophonic Sound کی ہو، ممکن ہے یہ بھی زمین سے امپورٹ کی گئی ہو جیسا کہ جبرئیل نے بتایا تھا۔ اللہ سبحان تعالیٰ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "ہم نے اسے جہنم اس لیے بھیجا کہ وہ پرلے درجے کا جھوٹا نکلا، اس نے ہمارا نام لے کر ہمارے ہی بندوں کا قتل عام کیا اور ہمیں بدنام کیا۔"

یہ خدائی آواز چاروں جانب سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی خدا ایک ساتھ بول رہے ہوں۔ حالاں کہ میں جانتا ہوں کہ وہ ایک ہی ہو گا لیکن مخاطب کرتے ہوئے "میں" کی جگہ اللہ تعالیٰ "ہم" استعمال کر رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ صیغہ جمع کافی رعب دار لگتا ہے بالکل فلم "مغل اعظم" کے پرتھوی راج کپور کی طرح۔ شری رام میرے کانوں میں پھسپھسائے، "وتس، بھگوان تمھاری اوپر پرتیکشا کر رہے ہیں، انھیں ادھیک پر تکلیشانہ کراؤ، ان کے کرودھ کو تو تم جانتے ہی ہو۔" میں گھبرا گیا۔ جیسے ہی میں اپنے جوتے اتارے، عیسیٰ نے مجھے ایک کرسی پر بٹھایا اور میرے پاؤں دھوئے۔ مجھے عجیب سا لگ رہا تھا لیکن عیسیٰ نے بتایا کہ یہ ان ہی کی ڈیوٹی ہے۔ پاؤں خشک ہونے کے بعد میں سیڑھیاں چڑھنے لگا اور خود کو ایک وسیع و عریض کمرے میں پایا جو روشنیوں سے بھرا ہوا تھا، حالاں کہ یہ روشنی نہ تو میری نظروں میں چبھ رہی تھی اور نہ ہی میری آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔ میں سحر زدہ ہو کر اس خوب صورت ماحول کو نظر بھر کر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میرے کانوں میں ہلکی موسیقی کی آواز پہنچی، میں نے گردن گھما کر دیکھا تو ایک گوشے میں امیر خسرو ستار بجاتے نظر آئے۔ میں نے مسکراتے ہوئے انھیں اشارے سے سلام کیا، انھوں نے بھی ستار بجاتے ہوئے اشارے میں ہی جواب دیا۔ میں اس طرف بڑھنے لگا جہاں سے روشنی پھوٹ رہی تھی اور پھر میں نے اسی روشنی میں ایک ہیولا دیکھا۔ بالآخر مجھے ایک تخت طاؤس نظر آیا اور وہ اس پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اب آپ مجھ سے نہ پوچھیں کہ میں کس کے روبرو کھڑا تھا، وہ جو خالق کائنات ہے، وہ جو ہر ذی روح کی جستجو ہے، وہ جو ہر ذرے میں چمکتا ہے، آج وہ میرے بالکل سامنے "مغل اعظم" کے بادشاہ اکبر کی طرح پورے جاہ و جلال کے ساتھ بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں نے خود کو نیچے گرا دیا اور فرش پر بچھے سنگ مرمر کے پتھروں کو بوسہ دینے لگا، "سبحان ذی الجبروت، والملکوت، والکبریا، والعظمۃ۔" میں نے سجدے سے تھوڑی دیر کے لیے سر اٹھا کر رب العزت کی طرف دیکھا تو وہ میری اس حرکت سے خوش نظر آئے، میں ان کو مزید خوشی دینے کے لیے دوبارہ سجدے میں گر گیا اور اس وقت جو بھی تسبیح تھی، وہ دہرانا شروع کر دیا، "سبحان اللہ، الحمد اللہ، ماشا اللہ، انشا اللہ، برحمک اللہ، جزاک اللہ،

انا اللہ...." میں یہ تسبیح اور تھوڑی دیر جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن اللہ سبحان تعالیٰ نے درمیان میں ہی روک دیا۔ انھوں نے اپنے قریب مجھے ایک کرسی پیش کی۔ میں جھجکتے ہوئے بیٹھ گیا۔

اللہ نے مجھے بتایا کہ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ اتنے قریب سے انھیں دیکھ رہا ہوں، جب کہ محمد کو بھی یہ اعزاز انھوں نے نہیں دیا تھا۔ معراج میں بھی محمد سے انھوں نے ایک پردے کے پیچھے سے کلام کیا تھا۔ اللہ میاں مجھے بتا رہے تھے کہ کس طرح محمد نے ان کے پیغام میں جھوٹ کی ملاوٹ کی۔ انھوں نے نہایت دکھی انداز میں سرد آہ بھری اور بتایا کہ ان کے پیغام میں بیشتر آیات شیطانی آیات ہیں جو انھوں نے محمد پر کبھی نازل نہیں کیں تھیں۔

"ہم نے معراج میں اسی لیے اسے جہنم کے درشن کرائے تھے اور کہا تھا کہ وہ قانون الٰہی سے اوپر نہیں ہے، چنانچہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے لیکن اس نے ہماری ایک نہیں سنی اور اپنے اختیارات اور طاقت کا غلط استعمال کیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا بھروسہ توڑنے والے ایک پیغمبر کی کیا سزا ہے؟" آخری جملہ اللہ میاں نے میرے کانوں کے قریب تقریباً چیختے ہوئے ادا کیا۔ میرے کانوں کے پردے پھڑ پھڑانے لگے اور ان کے لعاب دہن کے چھینٹوں سے میرے کان اور چہرے آلودہ ہو گئے۔ میں غیظ الٰہی کا پہلی بار نظارہ کر رہا تھا، کانپنے لگا اور شاید پینٹ کے اندر میری پیشاب بھی نکل گئی تھی۔ "عام آدمی سے دوگنا"، اللہ تعالیٰ ایک بار پھر غصے میں چیخے، "یہ ہے جہنم میں اس کی سزا۔"

میں نے خاموش رہنے میں سلامتی سمجھی، حتیٰ کہ وہ چیختے چیختے یا تو تھک گئے یا ٹھنڈے پڑ گئے۔ میں سمجھ گیا تھا کہ اللہ سبحان تعالیٰ، محمد سے کافی ناراض ہیں، اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ میں دوبارہ ان کا نام نہ لوں۔ میں نے موضوع بدلنے کی کوشش کی:

"یارب العزت! گستاخی معاف، آپ مجھے تم کہہ کر مخاطب کریں، میں تو آپ کی تخلیق ہوں، ایک ادنیٰ بندہ ہوں۔"

اللہ سبحان تعالیٰ نے میری آنکھوں میں جھانکا، میں نے ڈر کر نظریں جھکا لیں۔ اچانک وہ مسکرائے، "بھئی ہم آپ لوگوں کے فیس بک گروپ سے ڈیلیٹ نہیں ہونا چاہتے۔"

میں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا کہ لوٹنے کے بعد اپنے گروپ کی انتظامیہ کے بقیہ ممبروں سے درخواست کروں گا کہ وہ لوگوں کو اپنے گروپ میں "تم" کہہ کر مخاطب کرنے کی اجازت دے دیں۔

"نہیں، قطعی نہیں"، عالم الغیب نے میری سوچ پڑھ لی تھی، انھوں نے اپنا نورانی سر ہلاتے ہوئے کہا، "ہم مذاق کر رہے تھے، اب کیا ہم مذاق بھی نہیں کر سکتے۔ عجیب مصیبت ہے اللہ ہونے میں۔"

پھر انھوں نے مجھ سے دریافت کیا، "کیا پیوگے؟ چائے، کافی یا؟؟" یا کے بعد پراسرار انداز میں کلام چھوڑ دینے کا مطلب میں سمجھ گیا تھا، یقیناً وہ میری پسند جانتے تھے۔ پھر انھوں نے میرے لیے Black Label آرڈر کیا اور اپنے لیے صرف Cappuccino۔ میری آنکھوں میں نظر آنے والے سوال کو انھوں نے پڑھ لیا تھا، کہنے لگے، "جب سے ہمارا شوگر لیول ہائی ہوا ہے، ہم نے وہسکی پینی چھوڑ دی ہے۔" ان کے لہجے میں بڑی بیچارگی تھی۔

اس ملاقات میں اللہ سبحان تعالیٰ نے مجھے بہت ساری ہدایات دیں، اور میرے فرائض منصبی کے متعلق کافی کچھ کہا۔ میں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ اپنی کمزور یادداشت کی بنا پر میں یہ سب کہیں بھول نہ جاؤں۔ رب المشرقین و مغربین نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمھیں اپنی ہدایات روزانہ ایمیل کرتے رہیں گے۔ لہٰذا، جب ہر صبح تم اپنی آئی ڈی کھولوگے تو تمھارے ان باکس میں ہمارا پیغام مل جایا کرے گا۔ اس طرح کوئی کنفیوژن نہیں رہے گا۔"

اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مزید کہا، "محمد کے جاہل ہونے سے ہمیں کافی پریشانی اٹھانی پڑی۔ ہم جبرئیل کو پیغام دے کر اس کے پاس بھیجتے تھے، جبرئیل محمد کو پیغام سناتا تھا اور پھر محمد اپنے سکریٹریوں کو۔ اس زبانی سفر میں ہماری بہت ساری اصلی آیات درمیان میں ہی کھو جاتی تھیں۔ دوسری جانب شیطان بھی محمد کے رابطے میں تھا، اس نے بھی اسے بہت ساری آیات دے دیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ تم لوگ جو آج قرآن کو مجموعۂ تضادات کہتے ہو، ٹھیک ہی کہتے ہو۔ ظاہر ہے ہمارے پیغام اور شیطان کی شر انگیز آیات اور اس کے معیار میں تو فرق ہو گا ہی۔ کبھی کبھی محمد کے سکریٹری بھی اس بہتی گنگا میں اپنے ہاتھ دھو لیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے بھیجے گئے پیغام میں اپنی طرف سے کچھ ردوبدل کر دیتے اور محمد تسلیم کر لیتا، پھر جو انھیں 'شیطانی آیات' کہتا، اس کا سر قلم کر دیتا۔ محمد جبرئیل اور شیطان میں فرق بھی نہیں کر پاتا تھا، چنانچہ وہ ہمارے نام سے ان شیطانی آیات کو شامل کرتا جاتا۔ ایک بار جبرئیل نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا، جب وہ لات، منات اور العزیٰ کو تہنیت پیش کر رہا تھا۔ اس وقت اس نے اقبالِ جرم کر لیا کہ وہ شیطانی آیات کو قرآن میں شامل کرتا رہا ہے۔ لہٰذا، اب جو قرآن تمھارے ہاتھوں میں ہے وہ تشدد،

تضادات اور غلطیوں کا محض ایک مجموعہ ہے۔ یہ اب دہشت گردوں کا نصاب بن چکا ہے۔ کیا تم تصور کر سکتے ہو کہ ہم اپنے بندوں؛ جن سے میں ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں، اپنے بچوں کے درمیان تفریق کریں گے؟ ہم کسی کو بھی اور کسی بھی وقت سزا دینے پر قادر ہیں، اس کے لیے ہمیں کسی پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس سونامی ہے، زلزلہ ہے، سیلاب ہے، طوفان ہیں؛ ہمارے پاس ہر طرح کی mass killing کے ہتھیار ہیں، ہم کسی کے محتاج نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔ تم انسانوں کو خدائی ذمہ داری لینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کام ہمارا ہے۔"

اللہ میاں ایک بار پھر جذباتی ہونے لگے تھے، ان کی آواز بتدریج بلند ہونے لگی۔ ستار بجاتے ہوئے امیر خسرو نے بھی سہم کر ستار بجانا چھوڑ دیا۔ میں بھی متوقع حالات کو بھانپتے ہوئے لرزنا شروع کر چکا تھا لیکن شاید اللہ سبحان تعالیٰ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ تھوڑی دیر توقف کیا، شاید وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرنے میں لگے ہوئے تھے، "لیکن اب شاید الیکٹرانک ایمیل میں اس طرح کا کوئی گھپلا نہ کر سکے۔" بالآخر ان کی خود اعتمادی دوبارہ عود آئی۔

پھر انھوں نے گفتگو کا رخ خود ہی بدل دیا اور دوسرے امور پر اظہار خیال کرنے لگے۔ وہ مجھے بتانے لگے کہ اتنے بڑے کائناتی نظام کو تنہا سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ انھوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ اب ان کے قویٰ بھی جواب دینے لگے ہیں، اس لیے وہ کسی ایسے باصلاحیت اور لائق اعتبار پارٹنر کی تلاش میں ہیں جو ان کے کام میں ہاتھ بٹا سکے، لیکن اب تک وہ کسی ایسے خدا کو تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ دراصل ان کی شرط یہ تھی کہ ان کا پارٹنر صرف ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائے لیکن بندوں کی پیش کی گئی حمد و ثنا میں وہ حصہ دار نہ ہو۔ وہ یہ کاپی رائٹ (جملہ حقوق) اپنے ہی نام محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔

پھر انھوں نے کہا، "حالاں کہ ہماری یہ شرط تمھیں عجیب لگے لیکن مجبوری ہے۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم تھوڑے سے حاسد ہیں۔" میں نے انھیں ڈرتے ڈرتے مشورہ دیا، "کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ کسی خاتون خدا کو اپنا پارٹنر بنالیں، وہ آپ کے کاموں میں ہاتھ بھی بٹائے گی اور آپ اس کے ساتھ کچھ پر سکون لمحات بھی گذار پائیں گے۔"

"آہ عورت! تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کائنات کو ہم کسی عورت کے بھروسے پر چھوڑ دیں گے؟ تم نے اسے مختار بنایا نہیں کہ وہ فوراً برابر کی حصہ داری مانگنا شروع کر دے گی اور کچھ عرصہ بعد تم فٹ پاتھ پر نظر آؤ گے اور وہ

تمھارے گھر پر قابض اور اکلوتی مالکن بن جائے گی۔" اللہ سبحان تعالیٰ نے دور اندیشی دکھاتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن میں بھی اتنی جلدی کہاں ہار ماننے والا تھا، میں نے انھیں مریم کا نام تجویز کیا۔ انھوں نے لاپرواہی سے جواب دیا، "ہمارے اور مریم کے درمیان کچھ ایسا نہیں ہے، محض ایک رات کی بات تھی۔ حالاں کہ ہمیں اس بات کا آج تک رنج ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن ہو گیا تو ہو گیا۔ بعد میں اس نے اپنے منگیتر سے شادی بھی کر لی اور اس سے بچے بھی ہوئے۔ تم لوگوں کا مسئلہ یہ ہے کہ افواہوں پر زیادہ دھیان دیتے ہو، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس ایک رات کے بعد ہم اس سے تائب ہو گئے اور دوبارہ کبھی مریم سے نہیں ملے۔"

ہماری ملاقات کو ایک گھنٹہ گذر چکا تھا، اگرچہ میں اللہ سبحان تعالیٰ سے اور بھی کچھ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن محمد کا انجام یاد کر کے اپنا ارادہ منسوخ کر دیا۔ مثلاً میں پوچھنا چاہتا تھا کہ خدا نے اپنی کچھ مخلوق کو دوسروں کی غذا کیوں بنایا؟ یہ وہ سوال تھا، جو بچپن سے مجھے پریشان کرتا رہا تھا لیکن میں نے نہیں پوچھا۔ حالاں کہ اللہ سبحان تعالیٰ میری سوچ پڑھ سکتے تھے لیکن انھوں نے قصداً اسے نظر انداز کر دیا اور انجان بنے رہے، شاید ان کے پاس اس کا کوئی تشفی بخش جواب نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ انھوں نے جب یہ کائنات تخلیق کی تھی تو وہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھے، چنانچہ وہ ایک غیر متشدد دنیا بنانے میں ناکام رہے۔ بالآخر میری ملاقات کا وقت ختم ہو چکا تھا اور اللہ سبحان تعالیٰ نے مجھے رخصت ہونے کا اشارہ کیا۔

میں جانے کے لیے مڑا، لیکن اچانک مجھے یاد آیا کہ انھوں نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ ان کے بندوں کو روزانہ کتنے وقت عبادت کرنی ہے۔ کیوں کہ مجھے یاد تھا کہ محمد جب معراج میں آئے تھے تو وہ کس طرح موسیٰ کے کہنے پر بار بار اللہ سے نماز کی تعداد کم کرنے کے لیے مول تول کرتے رہے اور بالآخر پانچ وقت کی نماز پر دونوں فریقین کے درمیان سمجھوتہ ہوا۔ میں سوچ رہا تھا کہ جدید دنیا میں پانچ وقت کی عبادت بھی کافی ہے۔ لوگوں کی مصروفیتیں کافی زیادہ ہو گئی ہیں، زندگی کی رفتار بھی تیز ہو چکی ہے، ایسے میں اگر عبادت میں کم سے کم وقت ضائع کر کے انسان پر اپنی پیداواری صلاحیت کے اضافے پر اپنا دھیان مرکوز کرے تو ان غریب مسلم ممالک کا کافی بھلا ہو سکتا ہے جو چودہ سال پیچھے چل رہے ہیں۔

شاید اللہ سبحان تعالیٰ نے میری سوچ پڑھ لی تھی، لہٰذا اس سے پہلے کہ میں اپنا منہ کھولتا، انھوں نے مختصر سا جواب دیا۔ "کچھ نہیں۔"

میں سمجھ نہیں پایا کہ 'کچھ نہیں' سے ان کی مراد کیا ہے۔ انھوں نے وضاحت کی، "عبادت وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ بس لوگوں سے کہنا کہ ایک دوسرے سے پیار کریں، ایک دوسرے سے نہ لڑیں، ایک دوسرے سے نرمی، رحمدلی اور متانت کے ساتھ پیش آئیں۔ ان سے کہنا کہ ہماری عبادت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر یہ عبادت انھیں آپس میں نفرت کرنا سکھاتی ہے۔"

میں تعظیماً رکوع میں چلا گیا اور اندازہ ہو گیا کہ اس وقت جو خدا مجھ سے مخاطب ہے وہ بدلا ہوا خدا ہے اور یہی سچا خدا ہے۔ سچ مچ یہ خدا کتنا عظیم ہے۔

میں سیڑھیوں سے نیچے اترا جہاں جبرئیل میرے منتظر تھے۔ میں اس کے ہمراہ اسی راستے سے واپس گھر لوٹ آیا۔ میں اس بار جہنم کا نظارہ نہ کر سکا تاکہ دیکھ سکوں کہ وہاں محمد پر کیا بیت رہی ہے، لیکن اگر مجھے معراج کا دوسرا موقع ملا تو میں ضرور جہنم اور محمد کو دیکھنے کا شرف حاصل کروں گا۔

****